صحابیات کا طرز حیات دورجدید کی خواتین کے لیے مشعل راہ

The lifestyle of female companions radiallahanham: A role model for contemporary women.

روبی سردار[1]

ABSTRACT

The role models for the Muslim women are the same as there are for the muslim men, the companions of Rasulallah.(Peace be upon him)

There were many female companions of the Prophet , who had been chosen by Allah. These women were brave and virtuous, active in their society and fulfilling their responsibilits at home. They were found in the battlefield taking care of the sick and the injured, and they were found at home nuturing their families. They preach alongside their male counterparts and found at home nurtu ring their families. They preached alongside their male counterparts and helped in the propagation of Islam. These honourable women were active in politics and well-versed in Islamic jurisprudence. they were seen in education , in business and trade, and in the comfort of their homes. They knew that being a women does not restrict them from pursunin their dreams. And at he same time, they knew How to carry themselves in the crowd. they were gentle and very kind as good Muslim women to whom we can choose as our Role Model Women,

To truly take these women as our role models, we will have to study their unique characteristics that made them our role Model thesse women accomplish their goals and, most importantly and please to Allah .

From here onwards, we will be beginning a series on the Seerah of the Sahabiyat and we will discuss about their lives challenges.

[1] ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی

اسلام کے ہر دور میں اگر چہ عورتوں نے مختلف حیثیتوں سے امتیاز کیا ہے لیکن ازواج مطہرات طیبات اور اکابر صحابیات رضی اللہ عنہم ان تمام حیثیات کی جامع ہیں اور ہماری عورتوں کے لیے انہی کے دینی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی کارنامے اسوہ حسنہ بن سکتے ہیں اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے انکو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

دوسری طرف دور جدید کی خواتین کے لیے کے درس ہدایت اور مطالعہ کے لیے مستند اور موثر واقعات کا یک مجموعہ ہو جائے گا جس پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائیں گی اور انکی تعلیم و تربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کیے جا رہے ہیں انکی عملی تردید کر سکیں گی۔

ہند، چین یونان اور روما میں بھی جو تہذیب وشائستگی کے گہوارے سمجھے جاتے ہیں وہاں پر بھی عورت سے احتراز کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یونانیوں کا خیال عورت کے متعلق انکے اس فقرہ سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے لیکن عورتوں کے شر کا مداوا محال ہے۔ سقراط کہتا ہے کہ عورت سے زیادہ فتنہ وفساد کی چیز دنیا میں اور کوئی نہیں۔ صحابیات نے بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیئے جو تاریخ کے صفحات پر نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

جائداد کو بھی قانونی تحفظ فراہم کیا گیا اور خواتین کو بہت سے حقوق میں مردوں کے مساوی قرار دیا۔ خواتین کے حوالے سے اسلامی تعلیمات اور عملی اقدامات کے نتیجے میں مسلم خواتین کا اعتماد بحال ہوا جسکے ردعمل میں خواتین کی طرف سے بھی اسلام کے لیے قبولیت اور تعامل کا ایسا اہتمام ہوا جس نے تاریخی انسانی میں لازوال مثالیں قائم کی۔

انسان مال و دولت سے بے نیاز ہو سکتا ہے اگر عزم واستقلال سے کام لے تو ابتلاء وامتحان پر بھی صبر کر سکتا ہے لیکن ماں باپ، بہن بھائی، عزیز واقارب اور اہل واعیال کے تعلقات کو منقطع نہیں کر سکتا۔ یہی لوگ غربت وافلاس کی حالت میں اسکی دستگیری کرتے ہیں۔ تکلیف ومصیبت میں تسکین دیتے ہیں عیش وعشرت میں لطف وزندگ بڑھاتے ہیں غرض کسی حالت میں انکے تعلقات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لیکن جو لوگ اپنا رشتہ صرف خدا سے جوڑتے ہیں انکو کبھی یہ رشتہ بھی توڑنا پڑتا ہے۔

صحابہ کرامؓ اسلام لائے تو حالات نے انکو اس رشتے کو توڑنے پر مجبور کیا اور ایمان واسلام کے لیے انہوں نے آسانی کے ساتھ اسکو گوارا کر لیا۔ صحابیاتؓ نے بھی اس موقع پر صحابہ کرامؓ کے ساتھ شانہ بشانہ چلیں اور انہوں نے دنیاوی رشتوں کو ٹھکرا کر صرف خدا کے رشتے کو اپنا لیا لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ صحابہ کرامؓ تو مرد تھے جبکہ صحابیاتؓ صنف نازک۔ مرد تو اکیلا رہ سکتا ہے لیکن عورتوں کے لیے ایسا کرنا مشکل ہے۔ صد آفریں ایسی عورتوں پر جنہوں نے اسلام کے لیے ایسی ہزاروں تکلیفوں کو خوشدلی سے سہا۔ کیونکہ انکی دینی حمیت وغیرت سے اس بات کو گوارہ نہیں کرتی تھی کہ ایسے مشرک لوگوں سے رشتہ ناطہ جوڑے رکھیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی

ولا تمسکو بعصم الکوافر (۱)

کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو

عبادت کے بعد نہایت اہم چیز معاملات ہیں جس کا تعلق اخلاق انسانی سے ہے۔سوااس میں بھی صحابیات مردوں سے کسی طرح کم نہیں تھی۔فضائل اخلاق میں ایثار کا بڑا مرتبہ ہے۔غزوہ احد کے موقع پر حضرت صفیہؓ کا اپنے بھائی سید الشہداء حضرت حمزہ کے کفن کے لیے دو کپڑوں کا لانا اور انکے پاس ایک انصاری کی بے کفن لاش کو دیکھ کر یہ گوارا نہ کرنا کہ اپنے بھائی کو کفن کے لیے دو دو کپڑے دیں اور اس انصاری کو نظر انداز کردیں۔چنانچہ قرعہ ڈال کر کفن کے لیے کپڑا علیحدہ کرنا ایثار کی ایسی مثال ہے جس کی عظمت ہر ذی عقل کو محسوس کرسکتا

اشاعت اسلام اور احادیث کی روایت میں صحابیات پیش پیش رہیں۔حضرت عائشہ،حضرت حفصہ،ام سلمہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنھن نے پورا قرآن حفظ کیا ہوا تھا۔(۲)

صحابیات کی زندگی پوری امت کے لیے مشعل راہ ہے۔اس لیے کہ تمام صحابہ کرام اور صحابیات کے متعلق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

فقہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتوے اس قدر ہیں کہ ان سے متعدد ضخیم جلدیں تیار ہوسکتی ہیں۔(۳)

فرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مہارت حاصل تھی بڑے بڑے صحابہ ان سے فرائض کے متعلق دریافت کرتے تھے۔حضرت ام سلمہ کے فتاوی سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہوسکتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے طبقہ خواتین کو خواندہ بنانے پر خاص طور پر توجہ دی ہے آپ ﷺ نے لونڈیوں کو تعلیم دینا باعث ثواب قرار دیا۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی بیویوں کو مسجد سے روکا اور حضور ﷺ تک شکایت پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کی بندیوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکو۔جب حضور ﷺ نے یہ محسوس فرمایا کہ مسجد میں آنے کی اجازت ملنے کے باوجود خواتین کو ہر وقت مردوں کے ہجوم کی بناء پر صحیح استفادہ کا موقع نہیں ملتا تو آپ نے خواتین کے لئے ایک دن مخصوص فرمایا جس میں آپ ﷺ خواتین کے سوالوں کا جواب اور ملکی حالات کے متعلق وعظ و نصیحت فرماتے۔(۴)

معلم کائنات ﷺ بذات خود خواتین کی تعلیم میں دلچسپی لیتے تھے آپ ﷺ نے خواتین کو عام استفادہ علمی کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر رکھا تھا۔جس میں صرف خواتین ہی حاضر خدمت ہو کر تعلیم حاصل کیا کرتی تھیں جس معاشرے میں حکمران خود معلم ہونے کو فخر سمجھتا ہو تو اس معاشرے میں کسی بھی فرد کا علمی ترقی کرنا چنداں تعجب خیز نہیں۔

اسلام نے خواتین کے دیگر کوائف پر توجہ دینے کے ساتھ اس کی علمی ترقی پر بھی پوری توجہ دی نتیجہ یہ کہ مختصر مدت میں ایسی زبردست عالمات پیدا ہوگئیں کہ جید علماء سے بھی سبقت لے گئیں۔مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اس پائے کی عالمہ بن گئی کہ مدینۃ العلم ﷺ نے فرمایا، آدھا علم عائشہ سے حاصل کرو۔(۵)

جن صحابہ کے فتاوی محفوظ ہیں ان کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ زیادہ ہے اور ان میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔سات

اشخاص توایسے ہیں جن میں ایک ایک فتوی کوجمع کیا جائے تو ہرایک کے لئے کتاب مرتب ہوجائے۔ان میں حضرت عمر، حصرت عبداللہ ابن مسعوداورخواتین میں حضرت عائشہ رضی اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ مفتی صحابہ کی دوسری صف میں حضرت ابوبکر وحضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے دوش بدوش حضرت ام سلمی بھی نظرآتی ہیں جن کے فتوؤں کے جمع کرنے سے مستقل رسالے مرتب کئے جاسکتے ہیں۔

نویں صدی کی ایک خاتون فاطمہ بنت احمد بن یحیی نامی تھیں جوعلوم میں اس قدر کمال رکھتی تھیں کہ فقہ میں اجتہاد کرسکتی تھیں۔عمر رضا کحالہ کے الفاظ ہیں کہ خاتون مذکورہ کے والد جوخود بھی ایک امام ہیں ان کہ بارے میں کہتے ہیں ان فاطمہ ترجع الی نفسھافی استنباط الاحکام اور پھر جب انکی شادی عالم شہیر سے ہوئی تو جب انہیں کوئی فنی کتاب کو پڑھاتے ہوئے کوئی مقام مشکل لگتا تو گھر آکر بیوی سے پوچھتے تو وہ بلا تامل مقام حل کردیتیں جب یہ باہرآکر اپنے تلامذہ کہ سامنے اس مقام کی تقریر کرتے تو لڑکے کہے اٹھتے لیس ھذامنک بل من وراءصحاب)(٦)

غور کیجئے گھر میں رہ کر ہمہ قسم اساتذہ سے استفادہ کرسکنے والے علماء کی جوخواتین علمی رہنمائی کرسکتی ہوں انکی قابلیت کا کیا عالم ہوگا؟اور جب علم میں خواتین اتنی ماہر ہونگی تو اس زمانے کی علمی ترقی کا اندازہ آپ خود کرسکتے ہیں۔

ہماری آج کل کی خواتین کو درس حاصل کرنا چاہے جودنیا کے لئے تو اپنی زندگیاں وقف کردیتی ہیں لیکن جب دین سیکھنے کا کہا جائے تو ان کے پاس ٹائم نہیں ہوتا۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن علم حدیث میں اتنا یدطولی رکھتی تھیں کہ امام زہری؛یحٰی بن سعیداورابوبکرحزم جیسے یگانہ روزگار محدثین انکے نہ صرف خوشہ چین تھے بلکہ حضرت بن عبدالعزیز نے ابوحزم کوعمرہ بن عبدالرحمن کی احادیث قلمبند کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اس پائے کی عالمہ تھیں کہ امام مالک، ایوب سختیانی اور حکم بن عبید جیسے فقہائے محدثین صف تلامذہ میں کھڑے ہیں(٧)

جامع دمشق میں مجمع عام میں ادب وخطابت اور شاعری پر لیکچر دیا کرتیں۔وقائع اسلام میں ممتاز علماء کیساتھ اس خاتون کا نام بھی لیا جاتا ہے ابوالخیراقطع کی دادی عیندہ کے حلقہ درس کی شہرت کا یہ عالم تھا ایک وقت میں اس حلقے سے مستفید ہونے والے طلباء کی تعداد پانچ سوتک ہوتی تھی۔

امام مالک کی صاحبزادی کی مہارت حدیث میں اس مرتبہ کو پہنچی ہوئی تھی کہ جب طالبعلم موطا پڑھتے ہوئے غلطی کرتا وہ اندر سے دروازہ کھٹکھٹاتی امام موصوف فوراًطالبعلم کوتنبیہ فرماتے۔(٨)

امام موصوف کے خاتون مذکور کی صلاحیتوں پراعتماد کا اندازہ کیجئے خود غلطی پر مطلع نہ ہونے کے باوجود اسی کوامرواقعی مان کر طالبعلم کودہرانے کا حکم دیتے۔

خیر نسائھامریم و خیر نسایھاخدیجہ

عالم میں افضل ترین عورت مریمؑ اور خدیجہؓ ہے(۹)

یہ تمام نسخے مختلف دیار وامصار میں مقبول عام ہوئے۔ مقبولیت حاصل کرنے والے نسخے جہاں مردوں کے نقل کردہ تھے وہاں ایک خاتون جو ناقلین میں واحد خاتون ہیں کہ نسخہ کو بھی نہ صرف قبولیت عامہ حاصل ہوئی بلکہ دنیا کی سب سے بڑی مسلم آبادی والے علاقوں برصغیر پاک وہند میں اسی خاتون کا نسخہ پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔

تابعیات:

صحابیات کے سلسلہ کو بالا ختصار ذکر کرنے کے بعد اب تابعی خواتین کا ذکر بھی ضروری ہے۔ ان خواتین نے کیا علمی کارنامے نمایاں انجام دیئے تاکہ تاریخ تسلسل سے آگے بڑھے۔

سیدہ ام فضلؓ اسلام کے لیے ایک مظبوط سہارا تھی انہوں نے اپنی پوری زندگی میں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے اور ہمارے لیے اعلی وارفع اخلاقی قدروں کو چھوڑا۔ سیدہ ام فضل ظاہر وباطن کے اعتبار سے ایک مثالی خاتون تھی

طبقات ابن سعد میں عبداللہ بن یزید الہلالی کے یہ اشعار نقل کیے گئے ہیں۔

ما ولدت نحییته من فحل کنته من بطن ام الفضل

اکرم بها من کهلة و کهل (۱۰)

اسماء بنت عمیس اور انکی بہنوں کے اخلاق وکردار کی گواہی خود حضور پاک ﷺ نے ان الفاظ میں کہی ہے کہ

الاخوات الاربع المومنات میمو نته وام الفضل ابنتا لحارث وسلمی واسماء ابنتا عمیس (۱۱)

مذکورہ خاتون کے ذخیرہ حدیث کو علم حدیث اور محدثین کے ہاں اتنا گراں قدر تصور کیا جاتا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت ابوبکر بن حزم کو حکم دیا کہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن کی احادیث کو لکھو۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن کی علمیت کا صحیح اندازہ لگانے کیلئے محدثین کے اقوال ملاحظہ کیجئے:

یحیی بن معین ان کے بارے میں فرماتے ہیں، ثقته حجته، العجلی فرماتے ہیں، مدنیة تابعیة ثقة، ابن مدینی کا قول ہے احد ثقات العلماء بعائشه، اور ابن سعد کا کہنا ہے کہ ان العمره عالمته۔

سبحان اللہ جن کے بارے میں اجلہ علماء کی یہ رائے ہو ان کی علمی قابلیت کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔ ان سے روایت لینے والوں میں حضرت عروہ بن زبیر، حضرت ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم امام زہری، ابن دینار، سالم بن عطا جیسے عظیم محدث شامل ہیں (۱۲)

ان رجال العلم نے بعد میں علم کی جتنی خدمت کی ہے وہ درحقیقت حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن کی طرف سے انجام پانے والی خدمت ہے۔ اب کچھ ان خواتین کا تذکرہ جو مصنفات ومؤلفات تھی اور دارالافتاء قائم کر کے فتوی دیتی تھیں۔

یہ خاتون حضرت بایزید بسطامی کی معاصر تھیں اور طریقت میں نہایت راسخ القدر تھیں حتی کہ حضرت بایزید کا ارشاد ہے کہ تمام عمر میں ایک مرد ذوالنون مصری اور ایک عورت فاطمہ نیشاپوریہ کو دیکھا ہے تصوف میں بایں فضل وکمال یہ خاتون علم دین میں بھی نہایت

بلند پایہ تھیں، چنانچہ انہوں نے یادگار کے طور پر قرآن کریم کی ایک تفسیر چھوڑی۔

یہ خاتون علم و ہنر کہ ساتھ شعرو ادب کی بھی ماہرہ تھیں اور طبقہ صوفیاء سے تھیں، انہوں نے زیادہ تر علوم سید جلیل اسماعیل خوار زمی اور یحیی ارمولی سے حاصل کیئے، تکمیل قاہرہ سے کی انہوں نے علوم وفنون میں اتنی مہارت بہم پہنچائی کہ تدریس وافتاء کی باقاعدہ اجازت حاصل کی مستزاد یہ کہ انہیں علوم میں مہارت کہ ساتھ ساتھ فن تصنیف و تالیف میں بھی ید طولی حاصل تھا چنانچہ ان کے رشحات قلم کے طور پر کتب ذیل یادگار ہیں، فیض الفضل، الملاقح الشریفہ فی اثار الطیفہ، الدر جوزۃ المورد الذھبی فی موارد الشتی، مولد النبی للباعونیہ، الفتح الحقی فی منح التلقی، (فی التصوف) ورالفائض فی بھر المعجز ات والخصائص الاشارات الخفیہ فی منازل العلیہ (یہ منازل السائر نامی کتاب کی تلخیص تھی جو علامہ ہروی کی تصنیف تھی۔ علاوہ ازیں علامہ سخاوی کی کتاب القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع کی بھی تلخیص کی ان کی وفات ۹۳۴ھ میں ہوئی۔ (۱۳)

روایات میں ہے کہ ہجرت کے موقع پر جب حضور اکرمؐ مدینہ میں داخل ہورہے تھے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں مارے خوشی کے گھروں سے نکل نکل کر آمد رسول ﷺ کے استقبال میں گیت گارہی تھیں۔ جب آپ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپؐ نے ان لڑکیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ''کیا تم مجھ کو چاہتی ہو'' بولیں ہاں فرمایا کہ ''میں بھی تم کو چاہتا ہوں''۔ سبحان اللہ کتنے بڑے اعزاز کی بات ہے ان ہستیوں کیلئے جنہیں اللہ کا رسول کہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

زمانہ قدیم سے مشہور ہے کہ زیور عورتوں کی کمزوری ہے لیکن دور رسالت کی عورتیں اس سے مبرا تھی اُن کا گہنا حب رسول تھا ارباب سیر بیان کرتے ہیں اُم حبیبہ جو کہ ہجرت کر کے ملک حبشہ گئی تھیں اُن سے نکاح کرنے کی غرض سے حضور اکرم ﷺ نے عمر بن امیہ الضمریؓ کو نجاشی کی خدمت میں بھیجا جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو نجاشی نے اُم حبیبہؓ کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعے سے پیغام دیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو تمھارے نکاح کیلئے لکھا ہے اس مژدہ کو سن کر اُم حبیبہؓ اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنی انگوٹھیاں اور چاندی کے دو کنگن جو آپ نے پہنے ہوئے تھے اُتار کر ابرہہ کے حوالے کر دیئے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر آپ کے پاس خزانہ ہوتا تب بھی اس خوشی کے موقع پر وہ لٹا دیتی۔ حب رسول ﷺ میں نہ صرف مال و زراُن کیلئے بے حیثیت تھے بلکہ دنیا کے تمام رشتے بھی ہیچ تھے۔ ایک صحابیہ حضرت ام اعطیہؓ کی عقیدت اور محبت اس بات سے جھلکتی ہوئی نظر آتی تھی کہ جب وہ آپ کا ذکر کرتیں تو فرط محبت سے کہتیں۔ ''میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔

ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے خدیجہ آئی تو فرمایا:

بشرھا بیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ ولا نصب

انکو جنت میں ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجیے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شوروغل اور محنت و مشقت نہ ہوگی۔ (۱۳)

گویا کے ان کی توثیق کو دونوں فقیہ اور عوام لناس میں لازم سمجھتے تھے صائب الرائے ایسی تھیں کے سلطان نورالدین شہید متوفی ۶۴۹ھ ان سے بعض امور سلطنت میں مشورہ لیا کرتا تھا اور بعض فقہی مسائل پر فتوی بھی انہی کا قبول کرتا جوابا انعام و کرام سے بھی

نوازتا۔

انکی شادی کا قصہ بھی عجیب ہے جویوں کے علامہ کاسانی انکے والد کے پاس پڑھنے کے لئے آئے کچھ عرصے کے لئے انہوں نے درس لیا اور پھر اتنی استعداد بہم پہنچائی کہ دوران طالب علم محمد بن احمد سمرقندی کی کتاب تحفہ کی شرح لکھ ڈالی سمرقندی کو یہ شرح بہت پسند آئی لہذا انہوں خوش ہوکر اپنی حسین وجمیل اور علم وفضل کی شہسوار صاحبزادی انکے عقد میں دے دی چنانچہ اس عہد کے فقہاء کہا کرتے تھے۔''شرح تحفة وزوج ابنته''

یہ خاتون اس اعتبار سے حیریت انگیز تھیں کہ اتنی خوبیاں جمع کر کے بھی ان پر قانع نہ تھیں جسکا ثبوت یہ کہ تدریس افتاء امور مملکت کی مشاورت کی گونا گوں مصروفیات کی باوجوت بھی کئی کتب فقہ اور حدیث پر تالیف کرڈالی۔جن سے علماء زمانے نے بھرپور استفادہ کیا اور خراج تحسین بھی پیش کیا۔(۱۴)

حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی راہ میں تکالیف دیکھیں نبوت کے تیرھویں سال جب آنحضرت ﷺ نے مکہ معظّمہ سے ہجرت فرمائی تو اہل واعیال مکہ میں رہ گئے تھے۔حضرت زینبؓ بنت رسول ﷺ اپنی سسرال میں تھی۔غزوہ بدر میں ابو العاص (حضرت زینبؓ کے شوہر) کفار کی طرف سے شریک ہوئے تھے عبداللہ بن جبیر انصاری نے انکو گرفتار کیا اور اس شرط پر رہا کیے گئے کہ مکہ جا کر حضرت زینبؓ کو بھیج دیں گے۔

ابوالعاص نے مکہ جا کر حضرت زینبؓ کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا، کیونکہ کفار کے تعرض کا خوف تھا اس لیے کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لیے تھے۔مقام ذی طوی میں پہنچے تھے تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا، ہبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو نیزہ سے زمیں پر گرادیا اور وہ حاملہ تھی حمل ساقط ہوگیا۔کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ''اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہوگا''لوگ ہٹ گئے تو ابوسفیان سرداران قریش کے ساتھ آیا اور کہا''تیر روک لو ہم کو کچھ گفتگو کرنی ہے''

انہوں نے تیر ترکش میں ڈال دیئے، ابوسفیان نے کہا''ہم کو محمد ﷺ کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں تم کو معلوم ہے اب اگر تم اعلانیہ لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال کر لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے۔ہم کو زینب کو روکنے کی ضرورت نہیں جب شوروہنگامہ کم ہوجائے اس وقت چوری چھپے لے جانا'' کنانہ نے یہ رائے تسلیم کی اور حضرت زینب کو لے کر مکہ واپس آئے چند روز کے بعد انکو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے۔زید بن حارثہ کو آنحضرت نے پہلے سے بھیج دیا تھا۔وہ بطن یاجج میں تھے۔کنانہ نے زینبؓ کو انکے حوالے کیا وہ انکو لے کر روانہ ہوگئے۔(۱۵)

حضرت زینبؓ کی وفات کا حال استعیاب میں یہ لکھا ہے:

جب حضرت زینبؓ مکہ سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں آنے لگیں تو راستہ میں ہبار بن اسود اور ایک دوسرے شخص نے آپ پر حملہ کیا اور ان دونوں میں سے کسی ایک نے نیزہ حضرت

زینبؓ کے مار دیا وا ونٹ سے گر پڑی حمل ساقط ہو گیا اور بہت خون نکلا عرصہ تک اس مرض میں بیمار رہیں حتیٰ کے ۸ھ میں انتقال کر گئیں۔(۱۶)

ام المومنینؓ سیدہ ام حبیبہؓ جس وقت مسلمان ہوئی یہ وہ زمانہ تھا جب قریش مکہ اسلام کا نام سننا گوارہ نہیں کرتے تھے۔ مسلمان ہونے والوں پر ایسے ظلم توڑ رہے تھے کہ انکا ذکر ہی دل کو ہلا دینے کے لیے کافی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سارے مظالم دیکھتے تھے اور خدا سے دعا کرتے تھے کہ ان غریبوں کو کہیں جائے پناہ مل جائے آخر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ دیا کہ جو مسلمان چاہیں حبشہ کی طرف چل کھڑے ہوں۔ان ہی مسلمان میں ام حبیبہ ؓ اور انکے شوہر شامل تھے

اللہ تبارک تعالی کو منظور تھا کہ حضرت ام حبیبہؓ کو ایسے سخت امتحان سے دو چار کرے کہ جس میں عقل مند مردوں کی عقلیں گم ہو جائیں اور جس کے سامنے داناؤں کی دانائیاں کام نہ دیں۔

اسے یہ بھی منظور نہیں تھا کہ انہیں سخت آزمائش سے ایسی کامیابی عطا فرمائے کے یہ کامیابی کی چوٹی پر بیٹھی نظر آئیں۔ کچھ دنوں کے بعد عبیداللہ نے ترک اسلام کر کے عیسائی مذہب اختیار کیا(۱۷)

درس:۔

یہ ہماری خواتین اسلام کا شاندار ماضی ہے ان کے عظیم کارناموں کی ایک مختصر سی جھلک ہے جیسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہی میں مسلمان خواتین کا کردار کتنا عظیم رہا اور انھوں نے علمی میدان میں کیا خدمات انجام دیں۔ گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ تعلیم و تعلم سے بھی شغف رہا۔کیا ہماری آج کی مسلمان خواتین کا کردار، ماضی کی خواتین کے مشابہ سے یا بالکل جدا۔

ہماری آج کے جدید دور میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کا دعوی تو کرتی ہیں، مردوں کے برابر حقوق کا نعرہ تو بلند کرتی ہیں لیکن اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کی انھیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔دنیاوی تعلیم کے لئے اپنی زندگیاں تو وقف کر دیتی ہیں لیکن نماز کی فرصت نہیں، حیا کی چادر کو اتار کر رکھ دیا اور ننگے سر مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہیں۔

چنانچہ اس ہدایت کو حاصل کر کے اپنی اسلامی بہنوں تک پہنچانے کے لیے جسکی تعلیم اسلام نے دی ہے اور جسکا عملی نمونہ ہمیں صحابیات کے کارنامے سے ملتا ہے۔جس نے صحابیات کی زندگی کا مطالعہ کیا اور پاکستان کے تناظر میں میں انکے اخلاق و کردار اور اسلامی کارہائے نمایاں کا کچھ نمونہ پیش کیا ہے تا کہ ہمارے لیے مشعل راہ ہو۔

حوالہ جات

(۱) نسائی، السنن، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الاخبار التی ,دار الکتب السلفیۃ، دہلی انڈیا

(۲) فتح الباری، ج۹ص ۷۴۷، مصنف امام حافظ محمد بن حجر العسقلانی، مکتبہ دار السلام، ریاض، ۱۴۲۱ھ

(۳) اعلام المعوقین، ج۱ص ۱۳۱، ابن قیم الجوزی، جامعہ ام القری، شہر ندارد

(۴) نقوش رسول اللہ، ص ۱۳۴، مطبوعہ ڈاکٹر حمید اللہ کا مضمون، ''عہد نبوی کا نظام تعلیم اردو''

(۵) نقوش رسول، ج ۴ص ۱۰۴ محمد طفیل، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۴ء

(۶) اعلام النساء، ج ۳، عمر رضا کحالہ، عربی، موسسہ رسالہ، بیروت

(۷) تہذیب التہذیب، ج ۱۲ ص ۴۳۶، امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین ابی الفضل علی بن حجر العسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ

(۸) عورت اسلامی معاشرے میں، اردو، ج ۳، ص ۱۳۰، سید جلال الدین انصر عمری، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور، ۱۹۶۰ء

(۹) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمہ، بنت محمد

(۱۰) ابن سعد، الطبقات الکبری، ۳۰۶/۴۰

(۱۱) طبرانی، المعجم الکبیر ۲۴۰، ۱۳۱

(۱۲) ایضاً محولہ بالا ص ۳۴۸

(۱۳) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمہ، بنت محمد، شہرہ آفاق

(۱۴) ایضاً، ج ۳، ص ۹۴

(۱۵) زرقانی، شرح مواہب، ۲۲۳/۳

(۱۶) ابن عبدالبر، الاستعاب، ۷۳۲/۲

(۱۷) ابن حجر، الاصابہ، ۲۷۰۳/۴